سوال

(107) نماز قصر کے لیے سفر کی حد

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حاصل پور سے میر داد قریشی لکھتے ہیں کہ نماز قصر کتنے میل کے ارادہ سفر پر جائز ہے ؟ کیا سفر کی کوئی حد مقرر ہے کہ کم از کم اتنے میل کا سفر ہو تو نماز قصر ادا ہوتی ہے ۔ نیز کتنے روز تک قیام سفر میں نماز قصر کرنا جائز ہے ، کیا دوران سفر میں نماز قصر کی بجائے پوری پڑھی جا سکتی ہے ، ایسا کرنا بدعت تو نہ ہوگا ، میں کچھ عرصہ سے بسلسلہ ملازمت لاہور میں مقیم ہوں ، میرا ذاتی مکان میانوالی ، بھکر شہر میں بھی موجود ہے اور ذاتی زرعی زمین کسی اور جگہ ہے ، اس کی نگرانی کے لئے جانا پڑتا ہے ، کیا ان تمام مقامات پر مجھے قصر پڑھنا ہوگی یا پوری نماز ادا کرنا پڑے گی ؟ براہ کرام ان تمام سوالات کا جواب تفصیل سے دیں ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نماز قصر کے لئے مقدار سفر کے متعلق علماء ئے سلف میں خاصا اختلاف ہے ، ظاہری حضرات کے نزدیک کسی قسم کی مقدار سفر معین نہیں ہے ، ان کے نزدیک ہر سفر میں نماز قصر کی جا سکتی ہے ، خواہ سفر کم ہو یا زیادہ ، بعض محدثین ایک دن اور ایک رات کی مسافت پر نماز قصر جائز قرار دیتے ہیں ، الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق کوئی صریح قولی روایت نہیں ملتی جس سے نماز قصر کے لئے مسافت کی مقدار کو معین کیا جا سکتا ہو ، البتہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جو سفر و حضر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک خادم خاص کی حیثیت سے رہے ہیں 'انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فعل سے استنباط کیا ہے کہ کم از کم نو میل کی مسافت پر نماز قصر کی جا سکتی ہے ، چنانچہ آپ کے شاگرد یحییٰ بن یزید نے نماز قصر کے لئے مسافت کی مقدار کے متعلق سوال کیا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین میل یا تین فرسنگ کا سفر کرتے تو نماز قصر فرماتے ۔ (روایت میں سفر کی تعیین کے متعلق تردد ایک راوی شعبہ کو ہوا ہے) (صحیح مسلم : حدیث نمبر 691)

واضح رہے کہ روایت میں تین میل کے بجائے تین فرسنگ مراد لینا زیادہ قرین قیاس ہے کیوں کہ اس میں میل بھی آ جاتے ہیں کہ ایک فرسنگ تین میل کا ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مسافت اگر نو میل ہو تو اپنے شہر یا گاؤں کی حد سے نکل کر نماز قصر کی جا سکتی ہے ۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ اتنی مسافت طے کرنے کے بعد قصر کا آغاز ہونا چاہیے ، روایت میں انتہائے سفر کا بیان نہیں ہے ، لیکن روایت کا یہ مفہوم اس لئے درست نہیں ہے کہ سائل نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جواز قصر کے لئے مسافت کے متعلق سوال کیا تھا اور اس کے سوال کے مطابق ہی اسے جواب دیا گیا ۔ اس کے بعد یہ مفروضہ قائم کرنا کہ واقعاتی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف اتنی مسافت پر مشتمل سفر کرنا ثابت نہیں ، اس کی حیثیت نکتہ آفرینی سے زیادہ نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ سائل کے سوال کو سمجھ کر اس کے مطابق جواب دیتے ہیں جو ہمیں تسلیم کرنا چاہیے ۔

دوران سفر کتنے روز کے قیام میں نماز قصر کی جاسکتی ہے؟اس کے متعلق بھی ائمہ کرام سے اختلاف منقول ہے۔ اس بارے میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صریح حکم مروی نہیں ہے، البتہ آپ کے عمل مبارک سے جو بات سمجھ آتی ہے وہ یہ ہے کہ دوران سفر، قیام پڑاؤ یا منزل مقصود پر پہنچے اور روانگی کے دن کے علاوہ اگر تین دن اور تین رات ٹھہرنے کا ارادہ یقینی ہو تو نماز قصر ادا کرنا چاہیے، اس سے زیادہ قیام مقصود ہو تو نماز پوری پڑھنا ہوگی کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقعہ پر چار ذوالحجہ صبح کے وقت مکہ مکرمہ پہنچے ہیں اور آٹھویں ذوالحجہ صبح کی نماز ادا کرکے منیٰ کو روانہ ہوئے ہیں۔ یعنی آمد اور روانگی کا دن نکال کر پانچ چھ اور سات ذوالحجہ تک تین دن مکمل قیام کیا اور یہ قیام اتفاقی نہیں بلکہ حسب پروگرام تھا اور اس دوران آپ نماز قصر پڑھتے رہے، دوسرے الفاظ میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ دوران سفر اگر بیس نمازیں ادا کرنے تک قیام رکھنا ہو تو نماز قصر ادا کرنے کا ثبوت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ملتا ہے، اس موقف کی تائید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور فرمان سے بھی ہوتی ہے کہ آپ نے مہاجرین کو مناسک حج ادا کرنے کے بعد صرف تین دن مکہ مکرمہ میں ٹھہرنے کی اجازت دی تھی۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''کہ حج ادا کرنے کے بعد مہاجر تین دن مکہ میں ٹھہر سکتا ہے۔'' (صحیح مسلم: کتاب الحج باب جواز الاقامۃ بمکۃ للمہاجر)

اس فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ ہے کہ مہاجرین نے چونکہ اللہ کے دین کی سر بلندی کے لئے مکہ مکرمہ کو چھوڑا تھا، اس لئے مکہ فتح ہونے کے باوجود ان کی مسافرانہ حالت برقرار رہنی چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق تین دن اور تین رات کے قیام سے ایک مسافر انسان کے مقیم کے حکم میں نہیں آتا بلکہ اس قدر قیام کرنے سے اس کی مسافرانہ حالت برقرار رہتی ہے، اس بنا پر محدثین کی اکثریت کا یہی موقف ہے کہ آمد اور روانگی کے دن کو نکال کر اگر پورے تین دن اور تین رات قیام کا پختہ ارادہ ہو تو نماز قصر پڑھی جاسکتی ہے۔ البتہ کسی جگہ پر آدمی مجبوراً رکا ہو اور ہر وقت یہ خیال دامن گیر ہو کہ مجبوری ختم ہوتے ہی گھر واپس چلا جاؤں گا تو ایسی غیر یقینی صورت حال کے پیش نظر علماء کا اتفاق ہے کہ ایسی جگہ پر بلا تعیین مدت نماز قصر کی جاتی رہے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متعدد ایسی مثالیں کتب حدیث میں موجود ہیں کہ انہوں نے ایسے غیر یقینی حالات میں لمبی مدت تک کے لئے نمازیں قصر سے پڑھی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ آپ ہمیشہ سفر میں قصر کرتے تھے۔ کسی معتبر روایت میں یہ صراحت نہیں ہے کہ آپ نے کبھی سفر میں چار رکعت پڑھی ہوں، یعنی نماز پوری ادا کی ہو، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ متعدد مرتبہ سفر کیا ہے، میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ ان حضرات نے دوران سفر پوری نماز پڑھی ہو، یعنی قصر نمازیں ادا کرتے رہے ہیں۔ پھر آپ نے سورہ احزاب میں سے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''کہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔'' (صحیح مسلم حدیث نمبر 689)

البتہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق روایات میں ہے کہ انہوں نے حج کے موقع پر منیٰ میں چار رکعت پڑھائی تھیں۔ اور محدثین کرام نے اس کی متعدد وجوہ بیان فرمائی ہیں۔ اور اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی منقول ہے کہ آپ دوران سفر کبھی کبھار پوری نماز پڑھ لیتی تھیں۔ ان احادیث کے پیش نظر محتاط ائمہ کرام نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ انسان کو اللہ کی دی ہوئی اس رخصت سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اور اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ اس کی رخصت کو قبول کیا جائے، اس بنا پر ہمارے نزدیک یہی افضل ہے کہ دوران سفر نماز قصر پڑھی جائے، لیکن اگر کوئی رخصت سے فائدہ نہ اٹھاتے ہوئے نماز پوری ادا کرتا ہے تو اس کا جواز ہے اور بدعت وغیرہ کے زمرے میں نہیں آتی۔

فقہائے اسلام نے وطن کی دو اقسام لکھی ہیں:

1۔ وطن اصلی: وہ مقام جہاں انسان پیدا ہوا ہے اور اپنے والدین یا اہل وعیال کے ہمراہ وہاں رہائش رکھے ہوئے ہو۔

2۔ وطن اقامت: وہ مقام جہاں وہ شرعی مسافت سے زیادہ دنوں کے لئے رہائش رکھے ہوئے ہو۔

احکام کے لحاظ سے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے، لہذا اگر کوئی انسان کاروبار کے لئے کسی دوسری جگہ چلا جاتا ہے اور اس کا پہلا گھر (وطن اصلی) بھی موجود ہے تو اس صورت میں جائے کاروبار یا جائے ملازمت (وطن اقامت) اور رہائشی گھر اقامت ہی کے حکم میں ہیں۔ ذاتی مکانات اگرچہ متعدد ہوں اور مختلف مقامات پر ہوں وہاں نماز پوری ادا کرنا ہوگی۔ اسی طرح اپنی ذاتی زمین کی دیکھ بھال کے لئے کبھی کبھار جو سفر اختیار کرنا پڑتا ہے دوران سفر قصر اور زمین پر پہنچ کر پوری نماز پڑھنا ہوگی۔ ذاتی دکانوں اور پلاٹوں کی بھی یہی حیثیت ہے۔

صورت مسئولہ میں ذاتی مکانات جہاں کہیں ہوں اور ذاتی زرعی زمین بھی جہاں کہیں ہو وہاں نماز پوری ادا کرنا ہوگی۔ کیوں کہ جب تک مکان یا ذاتی جائیداد موجود ہے، وہ اس کی اقامت گاہ ہے اور نماز کے لئے قصر کی رعایت مسافر کو ہے مقیم کو نہیں۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد: 1 صفحہ: 138